زندگی میں جائیداد کی تقسیم

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

اللہ تعالیٰ نے انسان کو شریعت کے دائرہ میں خود مختار بنایا ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جیسے چاہے استعمال کرے، لیکن اس استعمال میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے قوانین کو پامال نہ کرے۔

مال و جائیداد بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اس میں بھی انسان اپنی مرضی سے جائز تصرف کا حق رکھتا ہے۔ اسی بنا پر ایک مسلمان زندگی میں اپنی اولاد کو اپنا مال تقسیم کر سکتا ہے اور جتنا چاہے اپنے لیے رکھ سکتا ہے۔

یاد رہے کہ زندگی میں یہ تقسیم بہ ضابطہ میراث نہیں ہوگی، کیونکہ وراثت اس مال کا نام ہے، جو انسان کے مرنے کے بعد غیر اختیاری طور پر اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے، البتہ جو انسان زندگی میں اپنا مال اپنی اولاد میں تقسیم کرنا چاہتا ہے، تو وہ قانون ہبہ کے مطابق ہی تقسیم کر سکتا ہے۔

جب انسان اپنی زندگی میں کسی کو بلا معاوضہ کوئی چیز دے، تو یہ ہبہ یا ہدیہ یا عطیہ کہلاتا ہے۔ ہبہ یا ہدیہ کے حوالے سے چند ایک اسلامی قوانین ملاحظہ فرمائیں:

① ہبہ میں بیٹوں اور بیٹیوں کو برابر حصہ ملے گا۔

② ہبہ کی صورت میں کچھ اولاد کو دینا اور کچھ کو محروم کر دینا ظلم ہے۔

③ اگر بعض اولاد کو دیا اور بعض کو محروم کر دیا، تو یہ تقسیم فسخ ہو جائے گی اور اس ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینا واجب ہو گا۔

④ اگر باقی اولاد کی رضامندی سے کسی بیٹے یا بیٹی کو کوئی چیز ہبہ کی جائے، تو

اس میں کوئی حرج نہیں۔

⑤ ہبہ کی صورت میں اولاد میں سے کسی کو دوسروں سے زیادہ دیا جائے اور باقی اولاد کو اعتراض نہ ہو، تو بھی جائز ہے۔

⑥ باپ اپنی اولاد سے ہبہ کردہ چیز کسی بھی وقت واپس لے سکتا ہے۔

⑦ شکم مادر میں پرورش پانے والے بچے کو کوئی چیز ہبہ نہیں کی جا سکتی، البتہ اس کے لیے وصیت کی جا سکتی ہے۔

⑧ ہبہ قبول کرنا چاہیے، خواہ معمولی ہی کیوں نہ ہو۔ ہبہ ردّ کرنا پسندیدہ فعل نہیں۔

⑨ کسی کے ذمے واجب الادا چیز اسے ہبہ کی جا سکتی ہے۔

⑩ انسان اپنی مرضی سے کسی کو ہبہ کرتا ہے، اس کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔

⑪ قانونِ ہبہ میں تمام اولاد، یعنی بیٹے اور بیٹیوں کا حصہ برابر برابر ہے، ان کے درمیان عدل و مساوات واجب ہے۔

دلائل شرعیہ :

① سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

سَأَلَتْ أُمِّي أَبِي بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِي مِنْ مَّالِهِ، ثُمَّ بَدَا لَهُ، فَوَهَبَهَا لِي، فَقَالَتْ : لَا أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ بِيَدِي وَأَنَا غُلَامٌ، فَأَتٰى بِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : إِنَّ أُمَّهُ بِنْتَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْنِي بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِهٰذَا، قَالَ : «أَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ؟»، قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَأُرَاهُ قَالَ : لَا تُشْهِدْنِي عَلٰى جَوْرٍ.

''میری والدہ نے میرے والد سے مطالبہ کیا کہ مجھے اپنے مال سے کوئی چیز ہبہ کریں۔ (پہلے تو انہوں نے انکار کیا) بعد میں راضی ہو گئے اور مجھے وہ چیز ہبہ کردی۔ والدہ نے کہا: جب تک آپ نبی کریم ﷺ کو اس معاملہ میں گواہ نہیں بنا لیتے، میں راضی نہیں ہوں گی۔ چنانچہ میرے والد میرا ہاتھ پکڑے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں ابھی نوعمر تھا۔ میرے والد نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اس لڑکے کی والدہ (عمرہ) بنتِ رواحہ کہتی ہیں کہ میں اس لڑکے کو ایک چیز ہبہ کروں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اس کے علاوہ بھی تمہاری کوئی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس وقت یوں ارشاد فرمایا: مجھے ظلم پر گواہ مت بناؤ۔''

(صحيح البخاري : 2585، صحيح مسلم : 1623)

② صحیح مسلم (1623) میں ہے:

قَارِبُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ .

''اپنی اولاد کے مابین برابر تقسیم کرو۔''

③ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ، اعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ .

''اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو، اپنے بیٹوں کے مابین انصاف کرو۔''

(مسند الإمام أحمد : 275/4، سنن أبي داوٗد :3544، سنن النسائي : 262/6، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (5694) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

④ صحیح مسلم (10/1623) کی روایت ہے:

إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا، فَقَالَ : أَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ؟، قَالَ :
لَا، قَالَ : فَارْدُدْهُ .

''(میں نے عرض کیا:) میں نے اپنے اِس بیٹے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا آپ نے اپنے سارے بیٹوں کو ہبہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے ہبہ واپس لے لو۔''

⑤ صحیح مسلم (13/1623) میں ہے:

أَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟ قَالَ : لَا، قَالَ : اتَّقُوا اللّٰهَ، وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ، فَرَجَعَ أَبِي، فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ .

''(آپ ﷺ نے فرمایا:) کیا آپ نے اپنی ساری اولاد کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف سے کام لو، (سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ) میرے والد نے واپس آ کر وہ ہبہ واپس لے لیا۔''

⑥ حسن سند کے ساتھ سنن نسائی (3685) میں ہے:

أَلَا سَوَّيْتَ بَيْنَهُمْ؟

''آپ نے سب میں برابر تقسیم کیوں نہیں کیا؟''

⑦ صحیح ابن حبان کی روایت (5099، وسندہ حسن) کے الفاظ ہیں کہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا:

اِنْطَلَقَ بِي أَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُشْهِدَهُ عَلٰى

عَطِيَّةٍ أَعْطَانِيهَا، فَقَالَ : هَلْ لَّكَ بَنُونَ سِوَاهُ؟، قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : سَوِّ بَيْنَهُمْ .

''میرے والدِ گرامی مجھے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپ کو اس عطیہ پر گواہ بنائیں جو انہوں نے مجھے عطا کیا تھا۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا آپ کے اس کے علاوہ اور بیٹے بھی ہیں؟انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: ان کے مابین برابر تقسیم کرو۔''

⑧ ایک روایت میں ہے

أَلَكَ بَنُونَ سِوَاهُ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ هٰذَا؟ قَالَ : لَا، قَالَ : فَلَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ .

''(آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:) کیا اس کے علاوہ آپ کے اور بھی بیٹے ہیں؟انہوں نے عرض کیا: جی ہاں!فرمایا: کیا سارے بیٹوں کو اتنا دیا ہے؟ عرض کیا: جی نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: پھر میں ظلم پر گواہ نہیں بنوں گا۔''

(صحیح مسلم : 15/1623)

⑨ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

لَا تُشْهِدْنِي عَلٰى جَوْرٍ . ''مجھے ظلم پر گواہ مت بناؤ۔''

(صحیح البخاري : 2650، صحیح مسلم : 1623)

⑩ صحیح مسلم (19/1623) میں ہے:

أَلَهُ إِخْوَةٌ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : أَفَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَهُ؟، قَالَ : لَا، قَالَ : فَلَيْسَ يَصْلُحُ هٰذَا، وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ

إِلَّا عَلٰى حَقٍّ .

''(فرمایا) کیا اس لڑکے کے اور بھی بھائی ہیں؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: جو تم نے اسے دیا ہے، کیا باقی سب کو بھی اتنا دیا ہے؟ عرض کیا: نہیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ درست نہیں اور میں صرف حق پر گواہ بن سکتا ہوں۔''

⑪ صحیح مسلم (17/1623) کے الفاظ ہیں:

فَأَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِي، ثُمَّ قَالَ : أَيَسُرُّكَ اَنْ يَّكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟ قَالَ : بَلٰى، قَالَ : فَلَا إِذًا .

''(فرمایا:) اس پر کسی اور کو گواہ بناؤ۔ پھر فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تمہاری ساری اولاد تمہاری برابر کی فرماں بردار ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر ایسا نہ کرو۔''

۞ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان احادیث سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے:

بَابُ الْهِبَةِ لِلْوَلَدِ، وَإِذَا أَعْطٰى بَعْضَ وَلَدِهٖ شَيْئًا لَّمْ يَجُزْ، حَتّٰى يَعْدِلَ بَيْنَهُمْ وَيُعْطِيَ الْآخَرِينَ مِثْلَهٗ، وَلَا يُشْهَدُ عَلَيْهِ .

''اولاد کو ہبہ کرنے کا بیان۔ جب کوئی اپنی اولاد میں سے کسی کو کوئی چیز ہبہ کرے، تو جب تک انصاف کے ساتھ سب کو برابر نہ دے، ہبہ جائز نہیں ہو گا۔ ایسے (ناجائز) ہبہ پر گواہ بھی نہ بنا جائے۔''

۞ شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) لکھتے ہیں:

اِخْتِلَافُ الْأَلْفَاظِ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ الْوَاحِدَةِ يَرْجِعُ إِلٰى مَعْنًى وَّاحِدٍ، وَقَدْ تَمَسَّكَ بِهٖ مَنْ أَوْجَبَ السَّوِيَّةَ فِي عَطِيَّةِ الْأَوْلَادِ،

وَبِهٖ صَرَّحَ الْبُخَارِيُّ .

''اس قصہ میں مذکور مختلف الفاظ ایک ہی معنیٰ ومفہوم کو بیان کرتے ہیں۔اس قصے کو وہ علما دلیل بناتے ہیں جو ہبہ میں مساوات کو واجب سمجھتے ہیں۔امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی بات کی تصریح کی ہے۔''

(فتح الباري : 214/5)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهٗ يَنْبَغِي أَنْ يُّسَوِّيَ بَيْنَ أَوْلَادِهٖ فِي الْهِبَةِ، وَيَهِبُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِّثْلَ الْآخَرِ وَلَا يُفَضِّلُ، وَيُسَوِّي بَيْنَ الذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى .

''اس حدیث میں مذکور ہے کہ ہبہ میں ساری اولاد کو برابر رکھا جائے، ہر ایک کو دوسرے کے مقابلے میں برابر کا ہبہ کیا جائے اور کسی کو زیادہ حصہ نہ دے، نیز اس میں مذکر ومؤنث کو برابر حصہ دیا جائے۔''(شرح صحيح مسلم : 6/6)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ بعض اولاد کو ہبہ کرنے اور بعض کو محروم کر دینے کو نبی کریم ﷺ نے ظلم اور جور قرار دیا ہے۔یہ عدل ومساوات کے خلاف ہے اور ہرگز درست نہیں۔تبھی تو نبی پاک ﷺ نے اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا خوف دلایا ہے اور اولاد کے درمیان عدل کا حکم دیا ہے۔

یہ حکم وجوبی ہے!

بعض لوگ ہبہ کے وقت اولاد میں عدل وانصاف کو واجب نہیں سمجھتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اس سلسلے میں فرمانِ نبوی استحباب پر محمول ہے۔ایسے لوگوں کا ردّ کرتے ہوئے ؛

❁ شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) لکھتے ہیں:

مِنَ الْعَجَبِ اَنْ يُّحْمَلَ قَوْلُهُ : «اِعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ» عَلٰى غَيْرِ الْوُجُوْبِ، وَهُوَ أَمْرٌ مُّطْلَقٌ مُّؤَكَّدٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَقَدْ أَخْبَرَ الْآمِرُ بِهٖ أَنَّ خِلَافَهُ جَوْرٌ، وَأَنَّهُ لَا يَصْلُحُ، وَأَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ، وَمَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الْبَاطِلُ، هٰذَا وَالْعَدْلُ وَاجِبٌ فِي كُلِّ حَالٍ، فَلَوْ كَانَ الْاَمِرُ بِهٖ مُطْلَقًا لَّوَجَبَ حَمْلُهُ عَلَى الْوُجُوبِ، فَكَيْفَ وَقَدْ اقْتَرَنَ بِهٖ عَشَرَةُ أَشْيَاءَ تُؤَكِّدُ وُجُوبَهُ؟ فَتَاَمَّلْهَا فِي أَلْفَاظِ الْقِصَّةِ.

''نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کہ اپنی اولاد کے درمیان مساوات کرو، کو عدمِ وجوب پر محمول کرنا تعجب خیز عمل ہے، یہ ایک مطلق حکم ہے، جس کی تین دفعہ تاکید کی گئی۔ حکم دینے والے (نبی اکرم ﷺ) نے خود بتایا کہ اس کی مخالفت ظلم ہے، یہ بھی بتایا کہ ایسا کرنا درست نہیں، نیز فرمایا کہ یہ ناحق فعل ہے۔ اب حق کے بعد تو صرف باطل ہی بچتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عدل ہر حال میں واجب ہے۔ اگر یہ حکم مطلق بھی ہوتا، تو اسے وجوب پر محمول کرنا ضروری تھا، اگرچہ اس قصہ میں دس چیزیں ایسی ہیں جو اس کے وجوب کو لازم کرتی ہیں۔ آپ اس قصہ کے الفاظ پر غور کر کے انہیں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔''

(تحفة المَودود في أحكام المَولود، ص 228)

۞ نیز فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : أَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِي، فَإِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِإِذْنٍ قَطْعًا؛ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْذَنُ فِي الْجَوْرِ وَفِيْمَا لَا يَصْلُحُ وَفِي الْبَاطِلِ، فَإِنَّهُ قَالَ : إِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلٰى حَقٍّ،

فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الَّذِي فَعَلَهُ أَبُو النُّعْمَانِ لَمْ يَكُنْ حَقًّا، فَهُوَ بَاطِلٌ قَطْعًا، فَقَوْلُهُ : «إِذَنْ أَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِيْ» حُجَّةٌ عَلَى التَّحْرِيْمِ، كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ﴾، وَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ، أَيِ الشَّهَادَةُ عَلٰى هٰذَا لَيْسَتْ مِنْ شَأْنِي وَلَا تَنْبَغِي لِي، وَإِنَّمَا هِيَ مِنْ شَأْنِ مَنْ يَّشْهَدُ عَلَى الْجَوْرِ وَالْبَاطِلِ وَمَا لَا يَصْلُحُ، وَهٰذَا فِي غَايَةِ الْوُضُوْحِ .

''آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بناؤ، قطعاً اس کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ ہرگز ظلم، ناجائز اور باطل اُمور کی اجازت نہیں دے سکتے تھے۔ آپ ﷺ خود یہ فرما رہے ہیں کہ میں صرف حق پر گواہ بنتا ہوں، اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ کے والد کا اقدام حق نہیں تھا، بلکہ کلی طور پر باطل تھا۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ جاؤ میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بناؤ، اس فعل کے حرام ہونے کی دلیل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ﴾ (حٰمٓ السجدة : 40) (جو مرضی کرو) اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جب تم میں حیا ختم ہو جائے، تو جو دل میں آئے کرو۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ اس معاملے پر گواہی دینا میری شان کے لائق اور میرے لیے مناسب نہیں، بلکہ یہ ان لوگوں کا کام ہے جو ظلم و جور اور ناجائز و باطل اُمور پر گواہی دیتے ہیں۔ یہ بات بالکل واضح ہے۔''

(تهذيب السّنن : 5/192-193)

۞ شارحِ صحیح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) لکھتے ہیں:

اَمَّا قَوْلُہٗ : إِنَّ قَوْلَہٗ : أَشْهِدْ، صِيغَةُ إِذْنٍ فَلَيْسَ كَذٰلِكَ، بَلْ هُوَ لِلتَّوْبِيخِ لِمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ بَقِيَّةُ أَلْفَاظِ الْحَدِيثِ، وَبِذٰلِكَ صَرَّحَ الْجُمْهُورُ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ، وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ : قَوْلُہٗ : أَشْهِدْ، صِيغَةُ أَمْرٍ، وَالْمُرَادُ بِهٖ نَفْيُ الْجَوَازِ .

''ان کا یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ [اس پر کسی اور کو] گواہ بناؤ، اجازت ہے، درست نہیں۔ بلکہ یہ الفاظ ڈانٹ کے لیے ہیں، کیونکہ حدیث کے بقیہ الفاظ اسی پر دلالت کرتے ہیں۔اس مقام پر جمہور نے اسی کی تصریح کی ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ امر کا صیغہ ہے، مگر اس سے مرادعدمِ جواز ہے۔''(فتح الباري : 215/5)

۞ نیز لکھتے ہیں:

زَعَمَ بَعْضُهُمْ أَنَّ مَعْنٰى قَوْلِهٖ : لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ، اَیْ لَا أَشْهَدُ عَلٰى مَيْلِ الْأَبِ لِبَعْضِ الْأَوْلَادِ دُونَ بَعْضٍ، وَفِي هٰذَا نَظَرٌ لَّا يَخْفٰى، وَيَرُدُّہٗ قَوْلُہٗ فِي الرِّوَايَةِ : لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى الْحَقِّ .

''بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا، کا معنی یہ ہے کہ میں کسی باپ کے بعض اولاد کی طرف جھکاؤ پر گواہ نہیں بنتا،مگر اس کا محلِ نظر ہونا مخفی نہیں، کیونکہ حدیث میں مذکور آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ میں صرف حق پر ہی گواہ بنتا ہوں،اس بات کی تردید کرتا ہے۔''

(فتح الباري : 215/5)

۞ نیز ایک استدلال کا رَدّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنَّ قَوْلَهٗ : اِرْجِعْهُ، دَلِيلٌ عَلَى الصِّحَّةِ، وَلَوْ لَمْ تَصِحَّ الْهِبَةُ لَمْ يَصِحَّ الرُّجُوعُ، وَإِنَّمَا أَمَرَهٗ بِالرُّجُوعِ لِأَنَّ لِلْوَالِدِ أَنْ يَّرْجِعَ فِيمَا وَهَبَهٗ لِوَلَدِهٖ، وَإِنْ كَانَ الْأَفْضَلُ خِلَافَ ذٰلِكَ، لٰكِنِ اسْتِحْبَابُ التَّسْوِيَةِ رُجِّحَ عَلٰى ذٰلِكَ، فَلِذٰلِكَ أَمَرَهٗ بِهٖ، وَفِي الِاحْتِجَاجِ بِذٰلِكَ نَظَرٌ، وَالَّذِي يَظْهَرُ أَنَّ مَعْنٰى قَوْلِهٖ : اِرْجِعْهُ، أَيْ لَا تُمْضِ الْهِبَةَ الْمَذْكُورَةَ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ذٰلِكَ تَقَدُّمُ صِحَّةِ الْهِبَةِ .

''ان کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ کا فرمان کہ اسے واپس کرو، ہبہ کے صحیح ہونے پر دلیل ہے، کیونکہ اگر ہبہ صحیح نہ ہوتا، تو رجوع بھی درست نہیں تھا۔ آپ کا اسے اپنے بیٹے سے ہبہ واپس لوٹانے کا حکم اس لیے ہے کہ والد اپنی اولاد سے ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے، اگرچہ واپس نہ لینا بہتر ہے، لیکن مساوات کے استحباب کو اس استحباب پر ترجیح دی گئی، اس لیے آپ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا۔ (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:) مگر یہ دلیل بھی محل نظر ہے۔ واضح طور پر اس فرمان کا معنی یہ ہے کہ مذکورہ ہبہ کو جاری نہ رکھو۔ اس سے اس ہبہ کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔'' (فتح الباري شرح صحيح البخاري : 215/5)

۞ نیز ایک شبہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنَّ الْإِجْمَاعَ انْعَقَدَ عَلٰى جَوَازِ عَطِيَّةِ الرَّجُلِ مَالَهٗ لِغَيْرِ وَلَدِهٖ، فَإِذَا جَازَ لَهٗ أَنْ يُّخْرِجَ جَمِيعَ وَلَدِهٖ مِنْ مَّالِهٖ؛ جَازَ لَهٗ اَنْ يُّخْرِجَ عَنْ ذٰلِكَ بَعْضَهُمْ، ذَكَرَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ، وَلَا يَخْفٰى ضَعْفُهٗ، لِأَنَّهٗ

قِيَاسٌ مَّعَ وُجُود النَّصِّ .

''حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اپنا مال اپنی اولاد کے علاوہ کسی دوسرے کو ہبہ کرنے پر اجماع ہے۔چنانچہ جب کسی غیر کو ہبہ کرکے ساری اولاد کو محروم کیا جاسکتا ہے،تو (اپنی بعض اولاد کو ہبہ کرنے کی صورت میں) بعض اولاد کو محروم رکھنا بھی درست ہوا۔(حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:) لیکن اس بات کا ضعف آشکارا ہے، کیونکہ یہ قیاس ہے اور نص کی موجودگی میں قیاس کرنا درست نہیں۔'' (فتح الباري : 215/5)

⑫ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ایک سفر کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے اونٹ کے بارے میں یہ مکالمہ ہوا:

بِعْنِيهِ، قَالَ : هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ : بِعْنِيهِ فَبَاعَهٗ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، تَصْنَعُ بِهٖ مَا شِئْتَ .

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اونٹ مجھے بیچ دیجیے۔انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ تو آپ ہی کا ہے؟ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، مجھے یہ اونٹ بیچ دیجیے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے وہ اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ دیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ بن عمر! اب یہ اونٹ آپ کا ہوا،اپنی مرضی کے مطابق اس کا استعمال کرو۔''

(صحيح البخاري : 2115)

✿ اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ہبہ کے باب میں بھی ذکر کیا ہے تو شارح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ : مُنَاسَبَةُ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ لِلتَّرْجَمَةِ أَنَّهٗ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَأَلَ عُمَرَ أَنْ يَّهَبَ الْبَعِيرَ لِابْنِهٖ عَبْدِ اللّٰهِ لَبَادَرَ إِلٰى ذٰلِكَ، لٰكِنَّهٗ لَوْ فَعَلَ لَمْ يَكُنْ عَدْلًا بَيْنَ بَنِي عُمَر، فَلِذٰلِكَ اشْتَرَاهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ، ثُمَّ وَهَبَهٗ لِعَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ الْمُهَلَّبُ : وَفِي ذٰلِكَ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا تَلْزَمُ الْمَعْدِلَةُ فِيمَا يَهَبُهٗ غَيْرُ الْأَبِ لِوَلَدِ غَيْرِهٖ، وَهُوَ كَمَا قَالَ.

''علامہ ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی روایت کی ترجمۃ الباب سے مطابقت یہ ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے کہ اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اونٹ ہبہ کریں، تو وہ فوراً تعمیل کرتے، لیکن ایسا کرنے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے مابین انصاف نہیں ہونا تھا۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ خرید کر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ہبہ کر دیا۔ مہلب کہتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر باپ کے علاوہ کوئی شخص کسی دوسرے کی اولاد کو ہبہ کرے، تو اس میں مساوات ضروری نہیں ہے۔ (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:) ان کی یہ بات بالکل درست ہے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 5/215)

خوب یاد رہے کہ اگر کسی انسان نے اپنی زندگی میں اپنے کسی ایک بیٹے یا کچھ بیٹوں کو اپنی جائیداد میں حصہ دیا اور ان کے نام لگوا کر باقیوں کو محروم کر دیا، تو ایسا ہبہ ناجائز ہے، مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں ایسے ہبہ کو واپس لوٹانا واجب ہے۔

⑬ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِينَ وَسْقًا مِّنْ مَّالِهٖ بِالْغَابَةِ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ : وَاللّٰهِ يَا بُنَيَّةُ، مَا مِنَ النَّاسِ

أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ غِنًى بَعْدِي مِنْكِ، وَلَا أَعَزُّ عَلَيَّ فَقْرًا بَعْدِي مِنْكِ، وَإِنِّي كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَّ عِشْرِينَ وَسْقًا، فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِيهِ وَاحْتَزْتِيهِ كَانَ لَكِ، وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ، وَإِنَّمَا هُمَا أَخَوَاكِ، وَأُخْتَاكِ، فَاقْتَسِمُوهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقُلْتُ : يَا أَبَتِ، وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ، إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ، فَمَنِ الْأُخْرٰى؟ فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ : ذُو بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ، أُرَاهَا جَارِيَةً .

”سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے جنگل کے مال سے بیس وسق کی مقدار میں عطیہ دیا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا، تو فرمانے لگے: بیٹی! تمام لوگوں سے بڑھ کر میری وفات کے بعد مجھے تمہارا غنی ہونا پسند ہے اور مجھے میری وفات کے بعد تمام لوگوں سے بڑھ کر مشکل تمہارا فقیر ہونا لگتا ہے۔ اگر تم اسے (باغ کے پھل کو) اُتار لیتیں اور جمع کر لیتیں، تو وہ تمہارا تھا، مگر آج یہ صرف وارث کا مال ہے۔ یہ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، ان میں اللہ عزوجل کی کتاب کے مطابق تقسیم کرو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ابو جان! اللہ کی قسم، اگر یہ مال اتنی اتنی مقدار میں بھی ہوتا، تو میں اس کو چھوڑ دیتی۔“

(المؤطّأ للإمام مالك : 752/2، السنن الكبرٰى للبيهقي : 295/6، وسندهٗ صحيحٌ)

معلوم ہوا کہ اگر والد نے زندگی میں کسی بیٹے بیٹی کو کوئی چیز دے رکھی ہو، تو وفات کے بعد وہ بھی وراثت کے حساب سے تقسیم ہو جائے گی۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀